حقوقِ نسواں

قدیم وجدید تہذیبوں اور اسلام کی نظر میں

ایک تقابلی مطالعہ (آخری قسط)

ڈاکٹر بشیر احمد رند
اسسٹنٹ پروفیسر سندھ یونیورسٹی، جامشورو

دورِ حاضر میں عورت کی حیثیت

دورِ حاضر اپنے فکری، تہذیبی تجربے اور معاشرتی رویوں کے باعث دراصل مغربی تجربہ ہے۔ مغرب اس وقت دنیا کی غالب قوت ہے، اور اس کی تہذیب تقریباً دنیا پر چھائی ہوئی ہے۔ مغرب کے تہذیبی تجربے کے پس منظر میں اس کے اپنے تاریخی، ثقافتی، فکری اور مذہبی عوامل ہیں۔ موجودہ تہذیبی تجربہ ایک اعتبار سے ان کی روایت کا ارتقاء اور تسلسل ہے، اس کے پس منظر میں یونانی، رومی اور مسیحی تجربات ہیں۔ مغرب کا غالب مزاج مادی ہے اور عیش کوشی ان کا طرزِ حیات ہے، یہ دونوں عناصر اس کے تہذیبی تجربے میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ مسیحی عہد میں روحانیت کچھ دیر غالب رہی، لیکن جلد ہی ریاست اور کلیسا کی کشمکش شروع ہوگئی، جو بالآخر کلیسا اور مذہب کی شکست اور مادیت اور عیش کوشی کی فتح پر منتج ہوئی۔ موجودہ مغرب مادی، سیکولر اور عیش کوش ہے، اس کی عسکری طاقت اس طرز حیات کے دفاع اور پوری دنیا میں اس نظام اقدار کے نفاذ کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔

یورپ کا نیا دور تحریکِ تنویر (Enlightement) سے شروع ہوتا ہے۔ تحریکِ اصلاح مذہب (Reformation) انقلاب فرانس (French Revolution) اور انگلستان میں صنعتی انقلاب (Industrial Revolution) نے علمی و معاشرتی شخصیتیں پیدا کیں۔ اب آزادی اور مساوات (Freedom and Equality) نئی قدریں قرار پائیں۔ مسیحیت کی مذہبی روایت کے خلاف بغاوت نے مختلف سطحوں پر کام کیا۔ علمی وسائنسی، سیاسی ومعاشرتی اور معاشی ومادی وغیرہ تمام سطحیں انقلابی تبدیلیوں کی زد میں تھیں، ان تمام سطحوں پر خالص مادی وعقلی بنیادیں ہی نتیجہ کے لئے قبول کی گئیں۔ آزادی کے تصور نے ”مسیحی نظامِ اخلاق، جو جبر اور گھٹن پر مبنی تھا اور نظامِ

جاگیرداری (Feudal System) جو ظلم اور جبر واستحصال کی علامت تھا'' کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا۔ دور جدید کے آغاز میں صنفِ اناث کو پستی سے اٹھانے کے لئے کوشش کی گئی، عورت کی تذلیل کے تصور کو ختم کیا گیا، اس کے سلب شدہ معاشی حقوق بحال کئے گئے اور نکاح وطلاق کے پچھلے قوانین کی سختی دور کی گئی۔ عورت کے حقوق کے لئے جو مہم چلائی گئی، دراصل ان نظریات پر مبنی تھی جو جدید مغربی معاشرت کے ستون متصور ہوتے ہیں، یعنی:

۱......مرد وعورت کی مساوات۔

۲......عورتوں کا معاشی استقلال۔

۳......دونوں صنفوں کا آزادانہ اختلاط۔(۳۵)

اس میں کوئی شک نہیں کہ جدید تہذیب نے عورتوں کو بہت کچھ حقوق دیئے ہیں، مثال کے طور پر: تعلیم کا حق، روزگار کا حق، پسند کی شادی کا حق، آزاد اور خود مختار زندگی گذارنے کا حق، ووٹ اور انتخابات میں لڑنے کا حق، لیکن غور سے دیکھا جائے تو جدید تہذیب میں بھی عورت اتنی ہی مظلوم ہے جتنی پہلے مظلوم تھی۔ امریکی ٹائم میگزین ۲۰ / مارچ ۱۹۷۲ء کے مطابق: ''سو سالہ جدوجہد کے باوجود امریکی عورت ابھی تک اسی مقام پر ہے جہاں وہ سو سال پہلے تھی، مرد اب بھی عملاً امریکہ میں جنس برتر کی حیثیت رکھتا ہے''۔

مردوں کی اس دنیا میں عورتیں اب بھی صرف ایک روایتی درجہ رکھتی ہیں۔ وہ صرف ایسے شعبوں میں جوش وخروش سے لی جاتی ہیں جو عورتوں پر انحصار رکھتے ہیں، جیسے فیشن یا ایکٹنگ، جیسا کہ کلیر لیوس نے کہا: اقتدار، روپیہ اور جنس، آج امریکہ کی تین سب سے بڑی قدریں ہیں اور عورتیں اقتدار تک کوئی پہنچ نہیں رکھتیں، سوا اپنے شوہروں کے ذریعہ۔ وہ روپیہ حاصل کرتی ہیں تو زیادہ جنس کے ذریعہ، خواہ جائز ہو یا ناجائز (۳۶)۔ ایک خاتون ہیلن میک لین نے کہا: ''امریکہ نے جتنے مرد چاند پر بھیجے ہیں، اس سے بھی کم عورتوں کو زمین میں انتظامی عہدوں پر رکھا گیا ہے'' (۳۷)۔ جدید مغربی دنیا میں ابھی تک اس کو ایک غیر سنجیدہ چیز سمجھا جاتا رہا ہے کہ کسی عورت کو اعلیٰ حکومتی عہدہ دیا جائے۔ ۱۹۷۲ء کے ایک پول میں امریکہ کے اکثر ووٹروں نے کہا تھا کہ خاتون صدر کے مقابلہ میں انہیں سیاہ فام مرد صدر قبول ہے (۳۸)۔ (اور ۲۰۰۹ء کے انتخابات میں امریکیوں نے اس بات کو عملی طور پر ثابت کر دیا کہ ایک سیاہ فام مرد باراک حسین اوباما کو تو صدر کے طور پر منتخب کر لیا، لیکن کسی سفید فام خاتون کو منتخب نہیں کیا)۔ امریکہ کی چار سو سالہ تاریخ میں ایک عورت بھی صدر نہیں بن سکی (۳۹)۔ ایک روسی سائنسدان انٹون نملوف اپنے تجربات اور مشاہدات پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے: دنیا میں کہیں بھی عورت اور مرد کو برابر کر دینے کی اتنی کوشش

نہیں کی گئی، جتنی سوویت روس میں کی گئی ہے، کسی جگہ اس باب میں اس قدر غیر متعصبانہ اور فیاضانہ قوانین نہیں بنائے گئے، اس کے باوجود واقعہ یہ ہے کہ عورت کی پوزیشن خاندان میں بہت کم بدل سکی ہے (۴۰)۔

مغربی زندگی میں آزادی کے غلط تصور کا یہ نتیجہ ہوا کہ شادی کو بندھن خیال کیا جانے لگا، اس کے نتیجہ میں جو آزادانہ زندگی پیدا ہوئی اس نے بے شمار خاندانی اور سماجی مسائل پیدا کردیئے۔ باہمی رضامندی سے جنسی آزادی کے باوجود ایف بی آئی ۱۹۹۲-۱۹۹۳ کی رپورٹ کے مطابق امریکا میں روزانہ ۱۹۰۰ کی اوسط سے زنا بالجبر کے واقعات رپورٹ ہورہے ہیں (۴۱)۔

اور اس کے ساتھ ساتھ عورت کے باہر آنے سے مغرب کا خاندانی نظام تباہ اور برباد ہورہا ہے، جس پر آج اہل مغرب بھی پریشان ہیں، جیسے فرید وجدی مغربی دانشور زول سیمان کے حوالہ سے لکھتے ہیں: یہاں یورپ میں کچھ عورتیں ان عورتوں سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں جو دفتروں کی کلرکس، دکانوں کی منتظم، سامان فروخت کرنے والی، اسکولوں میں تعلیمی خدمات پر متعین، ٹپال گھروں، تار گھروں، فرانسیسی بینکوں اور کریڈی لیونیہ بینکوں میں ملازم ہیں۔ ان سب باتوں کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ ملازمت نے ان عورتوں کو گھروں سے بہت دور کردیا ہے، جس کی وجہ سے گھروں کی رونقیں اجڑ رہی ہیں۔ (۴۲) میڈم ڈوآفر نیوء امریکی عورتوں کی کاروباری اور علمی ترقی کے اعداد وشمار دینے کے بعد لکھتی ہیں: ''پر ان باتوں کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورت جتنا علوم اور ہنروں میں ترقی کرتی جاتی ہے، مرد اتنا ہی اسے طلاق دیتا جاتا ہے، جیسا کہ طلاق کی بہت سی صورتیں متحدہ امریکہ میں نظر آرہی ہیں، وہاں یہ معاملہ حیرت انگیز حد تک ترقی کرگیا ہے'' (۴۳)۔ چونکہ مغربی تہذیب میں نکاح کو بندھن اور بچوں کی پرورش کو بوجھ سمجھا جانے لگا، اس وجہ سے خاندانی نظام تباہی کے کنارے پہنچ گیا اور خاندانی نظام انتشار کا شکار ہونے کی وجہ سے بوڑھوں کا کوئی پرسانِ حال نہ رہا، اس لئے مجبوراً حکومت کو ایسے ادارے بنانے پڑے، جہاں بوڑھوں کو رکھا جائے۔

علامہ وحید الدین خان مغربی تہذیب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مغربی تہذیب میں صرف ''جوان عورت'' کے لئے جگہ ہے ''بوڑھی عورت'' کے لئے مغربی تہذیب میں کوئی جگہ نہیں۔ مغربی تہذیب میں ایک عورت اپنی نسوانی کشش کی بنیاد پر جگہ حاصل کرتی ہے، نسوانی کشش ختم ہوجاتی ہے، اس لئے مغربی عورت بوڑھی ہونے کے بعد اپنا مقام بھی کھودیتی ہے۔ ''جو شخص ذمہ داری قبول نہ کرے، اس کو حقوق میں بھی حصہ نہیں ملتا'' یہ مقولہ اپنی بدترین شکل میں مغربی عورت کے حق میں صادق آیا ہے (۴۴)۔ اور تو اور اپنی سگی اولاد بھی بوڑھی ماں کا خیال نہیں رکھتی، اس

بات کی تصدیق اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ: امریکا کی ایک عورت کورٹ میں گئی کہ: میرا بیٹا مجھ سے زیادہ اپنے کتے کا خیال رکھتا ہے، کورٹ اسے حکم کرے کہ کم سے کم کتے جتنا تو میرا خیال کرے! وہاں کی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ: کتا اس نے پالا ہے، اس لئے کتے کی خدمت کرنا اور اس کا خیال رکھنا تو اس پر لازم ہے، لیکن تیرا خیال رکھنا اس پر لازم نہیں، اگر تم چاہو تو بوڑھوں کی رہائش والے سرکاری اداروں میں جاکر رہو'' (۴۵)۔ فرید وجدی کے الفاظ میں: ''آج مغرب کی بیچاری عورت مرد کے ہاتھ میں کھلونے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی'' (۴۶)۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک کے الفاظ میں: ''مغرب عملی طور پر عورت کو داشتہ اور طوائف کی سطح پر لے آیا ہے، اسے ایک ایسی شئے بناڈالا ہے جس سے مرد لطف اندوز ہوتے ہیں۔ آرٹ اور کلچر کے خوبصورت پردوں کے پیچھے اس کا استحصال کیا جاتا ہے کہ وہ جنس کے متلاشیوں اور کاروباریوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گئی ہے، جس کا اسے احساس بھی نہیں'' (۴۷)۔

دوسرے الفاظ میں جدید تہذیب میں اس عورت کی عزت ہوتی ہے جو کماتی ہے، جو حسن وجمال رکھتی ہے اور اس کی نمائش کر کے مردوں کے کاروبار کو فروغ دلاتی ہے، جو اپنی عفت اور عصمت، چادر اور چاردیواری کے تقدس کو پامال کر کے کسی فلم اور ڈرامہ میں ہیروئن بن کر کسی کے کاروبار کو چمکاتی ہے، تو کسی کا دل بہلاتی ہے، لیکن ماں کی صورت میں، بیوی کی صورت میں، بیٹی کی صورت میں اور بہن کی صورت میں اس کی کوئی عزت اور عظمت نہیں ہوتی۔ یہ حقیقت اس سے واضح ہے کہ مغرب میں جب عورت بوڑھی ہوتی ہے، جب کمانے کے لائق نہیں رہتی، جب اپنا حسن وجمال اور سب صلاحیتیں کھو بیٹھتی ہے، جب وہ اپنی اولاد کی خدمت کی محتاج ہوتی ہے، تب اسے بوڑھوں کے ہسپتال میں داخل کرایا جاتا ہے، جہاں وہ کربناک زندگی گذار کر اپنے آخری دن پورے کرتی ہے، یا کتے اور بلیاں پال کر دل بہلاتی رہتی ہے۔

اسلام میں عورت کی حیثیت:

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام میں عورت کی کیا حیثیت ہے؟ اور اس نے عورت کو کیا حقوق دیئے ہیں؟۔ اسلام نے جو عورت کو حقوق دیئے ہیں، ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

۱...... جان کا تحفظ:

اسلام سے پہلے عورت کے وجود کو منحوس سمجھ کر اسے زندہ دفن کیا جاتا تھا یا ستی کر کے جلایا جاتا تھا یا فرسودہ اور دقیانوسی رسموں کے تحت اسے زندہ ہی دریا کی موجوں کے حوالے کیا جاتا تھا، اس لئے اسلام نے سب سے پہلے اسے جان کا تحفظ فراہم کیا، قرآن مجید میں ارشاد ہے: ''وَلَاتَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّابِالْحَقِّ'' (۴۸) ''سوائے حق کے کسی بھی ایسی جان کو قتل نہ

کرو، جسے اللہ نے قابل احترام قرار دیا ہے''۔ پھر جس طرح مرد کی جان قابل احترام ہے، اسی طرح عورت کی جان بھی قابل احترام ہے، قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے: ''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ'' (۴۹) ''ہم نے اولاد آدم کو قابل احترام بنایا ہے''۔ تو جس طرح بیٹے اولاد آدم ہیں، اسی طرح بیٹیاں بھی اولاد آدم ہیں، اس لئے وہ بھی اسی احترام کے لائق ہیں۔

کچھ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ بیٹے پیدا ہوں گے تو کما کر ہمیں کھلائیں گے، جبکہ بیٹیوں کو ہمیں کھلانا پڑے گا، اس لئے بھی بیٹیوں کو ذبح کرتے تھے۔ اسلام نے اس خوف کی وجہ سے بیٹیوں کے قتل کو حرام قرار دیا:

''وَلَاتَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ، نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ، اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيْرًا''۔ (۵۰)۔

ترجمہ: ''اپنی اولاد کو بھوک اور بدحالی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق فراہم کریں گے اور تمہیں بھی، بیشک انہیں قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے''۔

بیٹیوں کے قاتل کو آخرت میں باز پرس کی وعید سنا کر اس قبیح حرکت سے روکا گیا، جس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ'' (۵۱)۔

ترجمہ: ''زندہ درگور کی ہوئی لڑکی (کو قاتل کے سامنے لاکر اس) سے پوچھا جائے گا کہ تم سے کیا قصور ہوا کہ تمہیں زندہ درگور کیا گیا؟''۔ اسلام میں جس طرح کسی مرد کے قاتل پر قصاص ہے، اسی طرح عورت کے قاتل پر بھی قصاص ہے، اسلام کی نظر میں اس سلسلہ میں مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں۔

۲.....معاشی تحفظ:

اسلام سے قبل خود عورت کو مال سمجھا جاتا تھا، عورت بازاروں میں اس طرح بکتی تھی جس طرح مویشی یا گھریلو اشیاء بکتی ہیں۔ عورت کے کمائے ہوئے مال کو مرد ہضم کر جاتے تھے، اسے رشتہ داروں کے ترکہ سے کچھ حصہ نہ ملتا تھا، بلکہ اسے خود ترکہ سمجھ کر اس پر قبضہ کیا جاتا تھا۔ اسلام نے آکر عورت کو مال کا تحفظ فراہم کیا، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ'' (۵۲)۔

ترجمہ: ''جو کچھ مردوں نے کمایا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ ہے اور جو کچھ عورتوں نے کمایا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ ہے''۔

ترکہ کے مال میں عورت کو وارث بناتے ہوئے قرآن مجید میں ہدایت دی گئی:

''لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيباً مَّفْرُوضاً'' (۵۳)۔

ترجمہ: ''مردوں کے لئے اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، اور عورتوں کے لئے بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، خواہ تھوڑا ہو یا بہت اور یہ حصہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مقرر ہے''۔ مطلب کہ معاشی میدان میں صرف یہ نہیں کہ عورت کو ملکیت سے حصہ دلایا گیا، بلکہ اسے خود مرد کی طرح کمانے کا اور معاشی سرگرمیوں کا حق دیا گیا ہے۔

۳......عزت کا تحفظ:

اسلام کی نظر میں پیدائشی طور پر مرد اور عورت دونوں قابل احترام ہیں، ان میں سے کوئی بھی ناقابل احترام نہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق فضیلت اور برتری کا مدار جنس اور صنف نہیں ہے، بلکہ ایمان اور اچھے اعمال ہیں، اس لئے جو بھی ایمان لائے گا اور اچھے اعمال کرے گا اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت اور اچھے مقام کا مستحق بنے گا، جیسے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ'' (۵۴)۔

ترجمہ: ''جو بھی اچھے اعمال کرے گا چاہے مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ اس میں ایمان ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے اچھے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیں گے''۔

اسلام کو عورت ذات کی عزت اور حرمت اتنی پیاری ہے کہ اگر کوئی شخص کسی پاکدامن عورت پر تہمت لگائے اور اسے ثابت نہ کر سکے تو اسے ۸۰ کوڑے لگانے کا حکم دیتا ہے اور ہمیشہ کے لئے اسے بے اعتبار سمجھ کر کسی معاملہ میں اس کی گواہی قبول نہ کرنے کا حکم دیتا ہے، جیسے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَّلَاتَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَداً وَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ'' (۵۵)۔

ترجمہ: ''اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو ان کو اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی آئندہ کبھی قبول نہ کرو، اور وہ خود ہی فاسق ہیں''۔

مطلب کہ اسلام عورت کی عزت وحرمت کے تحفظ کے لئے صرف اخلاقی تعلیم پر اکتفاء نہیں کرتا، بلکہ اس کے لئے قانون بنا کر اسے قانونی طور بھی تحفظ فراہم کرتا ہے۔

۴…… نکاح میں پسند اور ناپسند کا اختیار:

اسلام نے نکاح کے سلسلے میں جہاں مرد کو پسند اور ناپسند کا اختیار دیا ہے، جیسے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ''۔(۵۶)۔

ترجمہ:''عورتوں میں سے جو تمہیں پسند آئیں، ان سے نکاح کرو''۔

وہاں عورتوں کو بھی پسند اور ناپسند کا اختیار دیا ہے، جیسے عورتوں کے وارثوں کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''فَلاَتَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ''(۵۷)۔

ترجمہ:''عورتوں کو اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو''۔

آپ ﷺ نے فرمایا:''بیوہ عورت جب تک زبان سے اجازت نہ دے، ان کا نکاح نہ کرایا جائے اور کنواری سے جب تک مشورہ کرکے اجازت نہ لی جائے، اس وقت تک اس کا نکاح نہ کرایا جائے (۵۸)۔ ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: بیوہ عورت اپنے ولی سے زیادہ اپنی جان کی حقدار ہے اور کنواری کا ولی نکاح کے سلسلہ میں اس سے مشورہ کرے (۵۹)۔ صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق:''ایک عورت کا نکاح اس کے باپ نے اس کی مرضی کے خلاف کردیا تھا، یہ عورت آپ ﷺ کے پاس گئی اور فریاد کی، آپ ﷺ نے اس نکاح کو ختم کردیا (۶۰)۔

۵…… فسخ نکاح کا حق:

اسلام کے نزدیک نکاح کا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ انسان کو عزت اور عفت کی زندگی گذارنے میں مدد ملے، لیکن یہ مقصد اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب زوجین میں ہم آہنگی ہو، لیکن اگر میاں بیوی کے تعلقات خراب ہوجائیں اور باوجود اصلاحی کوششوں کے ان میں اصلاح نہ ہوسکے تو اسے حق دیا گیا کہ وہ مرد سے خلع لے، یعنی مرد کو مہر کی رقم واپس کرکے اس سے آزادی حاصل کرلے (۶۱)۔ ایسا نہیں کہ ہندو مذہب کی طرح طلاق کو حرام قرار دے کر میاں بیوی دونوں کی زندگی کو زہر بنایا گیا ہے۔

۶…… تعلیم کا حق:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی فرد، کوئی بھی قوم، کوئی بھی ملک اور کوئی بھی ملت تعلیم

کے بغیر ترقی نہیں کرسکتی، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ لکھی پڑھی اور سمجھدار عورت ایک اچھے اور مہذب خاندان کی تشکیل میں بہت بڑا اور اہم کردار ادا کرسکتی ہے، اس لئے دین اسلام نے تعلیم اور تعلم کو بہت بڑی اہمیت دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وحی الٰہی کی ابتداء ہی ''إقرأ'' (پڑھ) کے لفظ سے ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تعلیم کی اہمیت بتلانے کے لئے تعلیم کے آلات کی قسم اٹھائی:

''نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ''۔

ترجمہ: ''نٓ قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جس کو لکھ رہے ہیں''۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''طلب العلم فريضة على كل مسلم'' (۶۴) ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''۔

عورتوں کی تعلیم کی اہمیت بتاتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

''من عال ثلاث بنات فادبهن وزوجهن وأحسن إليهن فله الجنة'' (۶۵)۔

ترجمہ:۔ ''جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی، ان کو تعلیم دی اور ادب سکھایا اوران کی شادی کی، اوران سے اچھا سلوک کیا تو اس کے لئے جنت ہے''۔

آپ ﷺ نے شفاءؓ بنت عبداللہ کو اپنی زوجہ محترمہ حفصہؓ کی تعلیم کتابت کے لئے بطور معلّمہ مقرر کیا تھا (۶۶)۔ کچھ صحابہ کرامؓ جب آپ ﷺ سے تعلیم حاصل کرکے گھروں کو واپس لوٹے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''ارجعوا إلى أهليكم فأقيموا فيهم وعلموهم ومروهم'' (۶۷)۔

ترجمہ: ''جاؤ اپنی بیویوں اور بچوں کی طرف اوران ہی میں رہو اوران کو دین کی باتیں سکھاؤ اوران پر عمل کرنے کا حکم دو''۔

''اسلام میں عورتوں کو دینی اور دنیوی تعلیم سیکھنے کی نہ صرف اجازت دی گئی ہے، بلکہ ان کی تعلیم وتربیت کو اس قدر ضروری قرار دیا گیا ہے جس قدر مردوں کی تعلیم وتربیت ضروری ہے، نبی اکرم ﷺ سے دین واخلاق کی تعلیم جس طرح مرد حاصل کرتے تھے اسی طرح عورتیں بھی حاصل کرتی تھیں، آپ ﷺ نے ان کے لئے اوقات متعین فرمائے تھے، جن میں وہ آپ ﷺ سے علم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتی تھیں'' (۶۸)۔

آپ ﷺ کی ازواج مطہراتؓ خصوصاً حضرت عائشہؓ نہ صرف عورتوں کی، بلکہ مردوں کی بھی معلّمہ تھیں، اور بڑے بڑے صحابہ کرامؓ وتابعینؒ اُن سے حدیث، تفسیر اور فقہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اشراف تو درکنار نبی کریم ﷺ نے لونڈیوں تک کو علم وادب سکھانے کا حکم دیا تھا (۶۹)۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامی تاریخ میں بہت ساری خواتین کے نام ملتے ہیں، جنہوں نے علمی میدان میں بہت بڑا نام پیدا کیا، جیسے حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت فاطمہ الزہراءؓ، حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ، حضرت ام ایمنؓ، حضرت ام الفضلؓ، حضرت ام ہانیؓ، حضرت ام عطیہؓ، حضرت اسماء بنت یزیدؓ، حضرت شفاء بنت عبد اللہؓ، حضرت رفیعہ اسلمیہؓ وغیرہ (۷۰)۔ اس سے واضح ہے کہ اسلام تعلیم کو حق سے بڑھ کر فرض کا درجہ دیتا ہے اور مردوں کی طرح عورتوں کو بھی سو فیصد لکھا پڑھا دیکھنا چاہتا ہے۔

۷...... نان ونفقہ کا حق:

اسلامی تعلیمات کی رو سے چاہے عورت خود کتنی ہی دولت مند کیوں نہ ہو، پھر بھی اس کے پورے اخراجات شوہر کے ذمہ ہیں، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ'' (۷۱)۔

ترجمہ: ''دستور کے مطابق عورتوں کی خوراک و پوشاک ان کے مردوں کی ذمہ داری ہے''۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے:

''أَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُّجْدِكُمْ'' (۷۲)۔

ترجمہ: ''اپنی مالی حیثیت کے مطابق ان ہی گھروں میں اپنی بیویوں کو رہاؤ، جہاں تم رہتے ہو''۔

ایک موقع پر ایک شخص نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ حضور! بیوی کا حق شوہر پر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب خود کھائے تو اس کو کھلائے، جب خود پہنے تو اس کو پہنائے، نہ اس کے منہ پر تھپڑ مارے، نہ اس کو برا بھلا کہے اور نہ گھر کے علاوہ اس کی سزا کے لئے اس کو علیحدہ کرے (۷۳)۔

۸...... تحفظ کا حق:

اسلام میں نہ صرف یہ، بلکہ عورت کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کا ذمہ دار بھی مرد کو قرار دیا گیا ہے، جیسے ایک آیت میں ارشاد ہے: ''اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ'' (۷۴) یعنی ''عورتوں کے تحفظ کی ذمہ داری مردوں پر ہے''۔

۹...... حق مہر:

اسلام نے عورت کو نہ صرف نان ونفقہ اور تحفظ کا حق دیا ہے، بلکہ اس کے ساتھ مہر کا بھی

حق عطا کیا ہے، جو اس کے لئے جیب خرچ کے طور پر ہے اور مہر مرد کو اپنی اور اپنی بیوی کے خاندان کی حیثیت کے مطابق دینا پڑے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ''ان محرمات عورتوں کے ماسوا جتنی عورتیں ہیں، اُنہیں اپنے اموال کے ذریعے سے حاصل کرنا تمہارے لئے حلال کردیا گیا ہے، پھر جب از دواجی زندگی کا لطف تم ان سے اٹھاؤ تو اس کے بدلے میں ان کے مہر بطور فرض ادا کرو'' (۷۵)۔ ''اٰتُوا النِّسآءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً'' (۷۶) یعنی ''اور تم بیویوں کو ان کے مہر خوشدلی سے دے دیا کرو''۔

۱۰...... حسن سلوک کا حق:

اسلام عورت کے ساتھ ہر صورت میں حسن سلوک کا حکم دیتا ہے، چاہے وہ ماں کی صورت میں ہو، بیٹی کی صورت میں ہو، بہن کی صورت میں ہو، یا بیوی کی صورت میں ہو۔ اسلام جس طرح والد کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے، وہاں اس سے بھی زیادہ نہایت پر زور اور تاکید بھرے الفاظ میں والدہ کے ساتھ نیک سلوک کا حکم دیتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَاناً حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهاً وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا'' (۷۷)۔

ترجمہ: ''اور ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہے، اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت کے ساتھ اسے جنا (اس لئے وہ حسن سلوک کی نسبتاً زیادہ مستحق ہے)''۔

ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا: ''یا رسول اللہ! سب سے زیادہ میرے حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں، اس نے دوبارہ پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں، اس نے تیسری مرتبہ پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں، اس نے چوتھی مرتبہ پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: تیرا باپ'' (۷۸)۔ اس میں باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ والدہ کو حسن سلوک کا مستحق قرار دیا گیا ہے، وجہ ظاہر ہے کہ والدہ حمل کی تکلیف، وضع حمل کی تکلیف اور بچے کی پرورش کی تکلیف برداشت کرتی ہے، جبکہ والد صرف اخراجات کی تکلیف برداشت کرتا ہے، اس لئے باپ کے مقابلہ میں ماں کو پچھتر فیصد زیادہ حسن سلوک کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ان اللہ حرم علیکم عقوق الأمهات ومنعاً وهات'' (۷۹)۔

ترجمہ: ''اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور حق تلفی حرام کردی ہے''۔

بیٹی اور بہن کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

''من كانت له ثلث بنات أو ثلاث أخوات أو ابنتان أو أختان فأحسن

صحبتهن واتقى الله فيهن فله الجنة''(۸۰)۔

ترجمہ: ''جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں تھیں اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا (یعنی ان کے حقوق ادا کرتا رہا) اس کے لئے جنت ہے''۔

ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

من کانه له أنثیٰ فلم یندها ولم یهنها ولم یؤثر ولده علیها یعنی الذکور أدخله الله الجنة''(۸۱)۔

ترجمہ: ''جس شخص کی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور نہ اس کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کرے اور نہ اس پر اپنے لڑکے کو ترجیح دے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا''۔

جس وقت لڑکی کو کوئی اہمیت نہ دی جاتی تھی، بلکہ اسے قابل نفرت سمجھا جاتا تھا، اس وقت آپ ﷺ نے اپنی جگر گوشہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا:

''فاطمة بضعة منی فمن أبغضها أبغضنی وفی روایة یریبنی ما أرابها ویؤذینی ما أذاها''(۸۲)۔

ترجمہ: ''فاطمہؓ میرا گوشت پوست ہے، جس نے اسے ناراض کیا تو سمجھ لو کہ اس نے مجھے ناراض کیا، جو چیز اس کے لئے باعث تشویش ہوگی، وہ میرے لئے بھی پریشانی کا سبب ہوگی اور جو بات اس کے لئے باعث اذیت ہوگی، یقیناً اس سے مجھے بھی تکلیف پہنچے گی''۔

بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ'' (۸۳)۔ یعنی ''اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ''۔ ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا: ''تمہاری بیویاں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو'' (۸۴)۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''حبّب إلی من الدنیا النساء والطیب وجلعت قرة عینی فی الصلوٰة''(۸۵)۔

ترجمہ: ''دنیا کی چیزوں میں سے مجھے عورت اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے''۔

یہ آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا تھا، جب دنیا نے عورت کو منبع معصیت اور مجسم پاپ اور

گناہ سمجھ رکھا تھا۔ ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''خیرکم خیرکم لأھلہ'' (۸۶)۔ یعنی ''تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو اپنی اہلیہ کے ساتھ اچھا ہے''۔ اسلام کی نظر میں انسان کے اچھے اور برے ہونے کا یہ ایک معیار ہے، جس میں ہر شخص اپنے آپ کو دیکھ سکتا ہے۔

۱۱......سماجی خدمات میں شرکت کا حق:

اسلام عورت کو یہ بھی حق دیتا ہے کہ اپنی عفت اور عصمت کے تحفظ کے ساتھ جہاں تک وہ سماجی خدمات کرسکتی ہے کرے، صحیح بخاری کی روایت ہے کہ حضرت رُبیّع بنت معوذؓ نے فرمایا: ''عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں نکلتی تھیں، مجاہدین کو پانی پلایا کرتی تھیں اور جو مجاہدین شہید ہوتے تو انہیں میدان جہاد سے خیموں تک لاتی تھیں'' (۸۷)۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلیمؓ اور انصار کی بعض خواتین کو لے کر جنگ پر روانہ ہوتے تھے، تاکہ وہ پیاسوں کو پانی پلائیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کریں (۸۸)۔ حضرت شفاء بنت عبد اللہؓ جو ایک نہایت عقلمند اور ذہین مہاجر عورت تھیں، حضرت عمر فاروقؓ بسا اوقات انہیں بازار کی کوئی ذمہ داری سونپتے تھے (۸۹)۔ ظاہر بات ہے کہ حالت جنگ میں مجاہدین کی خدمت کرنے سے بڑھ کر اور کوئی مشکل اور سخت سماجی خدمت نہیں ہوسکتی، جب اسلام انہیں اتنے سخت اور مشکل وقت پر سماجی خدمت کا حق دیتا ہے تو باقی اوقات یا حالات میں انہیں خدمت خلق کا حق کیسے نہیں ہوگا؟ بشرطیکہ ان کی عفت اور عصمت محفوظ رہے۔

۱۲......سیاسی حقوق:

انسان مرد اور عورت دونوں کا نام ہے اور عورت مرد کے ساتھ بقاء کے راستے میں شریک ہے، مرد تنہا علم وعمل کے تمام چیلنجوں کا سامنا نہیں کرسکتا، جب تک عورت کا اسے ساتھ نہ ہو۔ معاشرہ کے سود وزیاں اور نفع وضرر سے مسلمان عورت کسی تماشائی کی طرح غیر متعلق نہیں رہ سکتی، کیونکہ معاشرہ کے بناؤ اور بگاڑ اور اصلاح وفساد سے اس کا بہت ہی گہرا اور قریبی تعلق ہوتا ہے۔ معاشرہ کا نقصان اس کا اپنا نقصان اور معاشرہ کا فائدہ اس کا اپنا فائدہ ہے۔ معاشرہ کو خیر کی بنیادوں پر قائم رکھنے میں مدد دے گی تو لازماً شر کی راہ پر لے جانے کی مخالفت اور مزاحمت بھی کرے گی، بھلائیوں کا خیر مقدم کرے گی تو برائیوں پر احتجاج بھی کرے گی، یہ اس کا فطری حق ہے جو اجتماعی زندگی نے اس کو عطا کیا ہے۔ اسلام اس کے اس حق کو تسلیم کرتا ہے اور زندگی کے مختلف معاملات میں خواہ وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی اس کو اپنے جذبات واحساسات، رائے اور خیال اور پسند وناپسند کے اظہار کی اجازت عطا کرتا ہے۔ یہ اظہار اپنے حدود کے اندر زبان وبیان، تحریر وانشاء غرض جس ذریعہ

سے بھی ہوا اسلام اس پر کوئی قدغن نہیں لگاتا، بلکہ اس پر ابھارتا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ''(۹۰)۔

ترجمہ:۔''مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں''۔

یہی سبب ہے کہ آپ ﷺ اور اس کے بعد اصحاب کرامؓ نے امور خانہ داری سے لے کر امور مملکت تک عورت سے مشورے لئے اور ان پر عمل کیا۔حضرت حسن بصریؒ آپ ﷺ کا ایک عام اسوہ اور طریق عمل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''نبی کریم ﷺ مشورہ کرتے تھے، یہاں تک کہ عورت سے بھی اور وہ کبھی ایسی رائے دیتی جسے آپ ﷺ اختیار فرماتے''(۹۱)۔اس کا ثبوت ہمیں تاریخ کے صفحات میں جگہ جگہ ملتا ہے۔حدیبیہ کی مشہور صلح، قریش اور مسلمانوں کے درمیان جن شرائط پر ہوئی تھی، ابتداء میں ان سے مسلمانوں کی اکثریت ناخوش تھی، ان میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ مسلمان اس سال عمرہ کئے بغیر لوٹ جائیں گے، اس شرط کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حدیبیہ ہی کے مقام پر احرام کھولنے اور قربانی کرنے کا حکم دیا، لیکن صحابہ کرامؓ کے جذبات اس وقت اتنے بدلے ہوئے تھے کہ اس حکم کی تعمیل ہوتی نظر نہ آئی، آپ ﷺ نے افسوس کے ساتھ اپنی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہؓ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے صحابہؓ کی نفسیات کی رعایت کرتے ہوئے انتہائی دانشمندانہ مشورہ دیا کہ آپ کسی سے مزید گفتگو نہ فرمائیے، بلکہ جو مراسم ادا کرنے ہیں، ان کو آگے بڑھ کر ادا کیجئے، پھر دیکھئے کس طرح لوگ اس پر عمل نہیں کرتے، چنانچہ صحابہؓ نے آپ ﷺ کو دیکھ کر فوراً پیروی شروع کردی (۹۲)۔

اسلام اگرچہ عورت کی عفت وعصمت کے تحفظ اور پردہ داری کے پیش نظر اس کو سربراہ مملکت بنانا پسند نہیں کرتا (۹۳)۔لیکن اسے ووٹ اور قانون سازی کا حق دیتا ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سورۂ ممتحنہ آیت نمبر:۱۲ میں آپ ﷺ کو عورتوں سے کچھ شرائط پر بیعت لینے کا حکم دیا گیا ہے اور لفظ بیعت آج کل الیکشن کے مفہوم کو بھی شامل ہے، کیونکہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ﷺ بھی تھے اور سربراہ مملکت بھی تھے اور بیعت سے مراد انہیں سربراہ حکومت تسلیم کرنا تھا۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام نے عورت کو ۱۴۰۰ سال پہلے ووٹ کا حق دیا تھا (۹۴) (جبکہ انگلینڈ میں عورت کو ۱۹۲۸ء میں یہ حق ملا) (۹۵)۔یہی سبب تھا کہ حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد جب خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ درپیش آیا اور اہل شوریٰ نے یہ ذمہ داری حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے حوالے کی تو اس نے خلیفہ کے انتخاب کے سلسلہ میں جہاں اہل مدینہ کے مردوں سے رائے لی، وہاں پردہ نشین عورتوں سے بھی

مشورے کئے (۹۶)۔

ابن سیرینؒ حضرت عمرؓ کا طریق عمل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: حضرت عمرؓ پیش آمدہ مسائل میں اصحاب رائے لوگوں سے مشورے کرتے تھے، یہاں تک کہ (ان مسائل میں سمجھ بوجھ رکھنے والی) کوئی عورت ہوتی تو اس سے بھی مشورہ لیتے۔ اور بسااوقات اس کی رائے میں خیر وخوبی کا کوئی پہلو دیکھتے یا کوئی مستحسن چیز پاتے تو اس کو اختیار کرتے (۹۷)۔ حضرت شفاء بنت عبداللہؓ جو نہایت عقل منداور فہم وفراست رکھنے والی عورت تھی، حضرت عمرؓ اُن کی رائے کو بہت اہمیت دیتے تھے اور اسے مقدم رکھتے تھے (۹۸)۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: مہر کی مقدار کم رکھوتو ایک عورت نے تردید کرتے ہوئے کہا: آپ کو اس کی تبلیغ کا حق نہیں ہے، کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے: ''وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَاتَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْئًا'' (۹۹) یعنی ''اگر تم اپنی عورتوں کو مہر میں ایک ڈھیر مال بھی دے دوتو اس سے ذرا بھی واپس نہ لو''۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہر کی کوئی حدنہیں ہے، ڈھیر سارا مال مہر میں دیا جاسکتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا: ایک عورت نے حضرت عمرؓ سے بحث کی اور غالب رہی (۱۰۰)۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام میں عورت کو سیاسی معاملات اور قانون سازی میں حصہ لینے کا حق ہے اور دلیل کی زبان میں وہ جو بھی بات کرے گی، اس کو قانون کا حصہ بنایا جائے گا۔

نتائج(Conclusion):۔

مذکورہ تقابلی مطالعہ سے معلوم ہوا کہ قدیم تہذیبیں ہوں یا مختلف مذاہب یا جدید نقطہائے نظر، سب نے عورت کے حقوق غصب کئے، اس پر ظلم کیا، جبر کیا، بے انصافی کی، اس کو اس کا جائز مقام نہیں دیا، بلکہ اسے فرسودہ اور دقیانوسی رسموں کے تحت زندہ جلایا گیا یا ڈبو دیا گیا یا زندہ درگور کیا گیا یا جانورں اور غلاموں کی طرح اسے خادمہ سمجھا گیا یا اسے مشترکہ ملکیت تصور کرکے اس کی تذلیل کی گئی یا برائیوں کی جڑ کہہ کراس سے نفرت کی گئی، یا اسے اپنے معاشی اور جنسی مفادات کے لئے استعمال کیا گیا اور یہ رسم بد اور ناروا سلوک اس صنف نازک کے ساتھ ابھی تک کسی نہ کسی صورت میں جاری وساری ہے۔ اس کے برعکس دین اسلام جو ایک مکمل نظام حیات ہے، اس نے جہاں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے لئے اپنی ہدایات دی ہیں، وہاں حقوقِ نسواں کے لئے ایک مکمل لائحہ عمل دیا ہے، جس میں ان کے سیاسی، سماجی اور معاشی حقوق متعین کئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس لائحہ عمل کو عملی شکل میں نافذ فرمایا، صحابہؓ نے اس پر عمل کیا اور جب تک اور جہاں تک اسلامی نظام نافذ العمل رہا، عورت باوقار اور پرسکون رہی۔ اور اس تقابلی مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلامی تہذیب میں عورت کی جیسے جیسے عمر بڑھتی جاتی ہے، وہ ماں، دادی یا نانی بنتی ہے تو اس کی عزت اور

احترام میں مزید اضافہ ہوتا جاتا ہے، اہل مغرب کی طرح نہیں کہ وہاں عورت جب حسن و جمال کھو بیٹھتی ہے تو اس کی عزت اور احترام میں بھی کمی آجاتی ہے۔

اگرچہ تہذیبِ جدید نے آزادیٔ نسواں کا نعرہ دے کر اسے گھر سے باہر نکالا ہے، لیکن ان کا مقصد عورت کو استعمال کر کے اپنے کاروبار کو چمکانا یا اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل کرنا ہے، عورت کو بحیثیت عورت جدید تہذیب میں بھی کوئی مقام نہیں، یہی وجہ ہے کہ ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کی وجہ سے اس کی عزت اور حرمت نہیں، تب ہی تو کام سے بیکار ہونے کی صورت میں اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ بلکہ یوں کہنا صحیح ہوگا کہ اسلام نے عورت کو فرش سے اٹھا کر عرش پر لا کر کھڑا کیا ہے۔ آج جو انسانی دنیا نے عورت کو کچھ حقوق دیئے ہیں، وہ بھی دراصل اسلام سے متاثر ہو کر دیئے ہیں، اس لئے یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ اسلام ہی حقوقِ نسواں کا امین ہے۔

مراجع ومصادر

۳۹......ایضاً،ص:۶۵ ۴۰......ایضاً،ص:۸۲

۴۱......ذاکر نائیک: اسلام پر ۴۰ اعتراضات کے عقلی ونقلی جواب،ص:۸۵-۸۶

۴۲......فرید وجدی: مسلمان عورت،ص:۸۴ ۴۳......ایضاً،ص:۸۵

۴۴......علامہ وحید الدین خان: خاتون اسلام ص:۹۳

۴۵...... ماہوار شریعت، سکھر، جلد ۳۸، شمارہ ۸، فروری ۲۰۱۱ء ص:۶

۴۶......فرید وجدی: مسلمان عورت ص:۱۲۳

۴۷......ڈاکٹر ذاکر نائیک: اسلام میں خواتین کے حقوق، لاہور، دارالنوادر اردو بازار ص:۱۴

۴۸......سورۃ الاسراء:۳۳ ۴۹......ایضاً:۷۰ ۵۰......ایضاً:۳۱ ۵۱......سورۃ تکویر:۸-۹

۵۲......سورۃ النساء:۳۲ ۵۳......ایضاً آیت:۷ ۵۴......سورۃ النحل:۹۷

۵۵......سورۃ النور:۴ ۵۶......سورۃ النساء:۳ ۵۷......سورۃ البقرۃ:۲۳۲

۵۸......ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری: صحیح البخاری، الریاض، دارالسلام، ۱۹۹۹ء، طبع دوم، کتاب النکاح، ص:۹۱۹، حدیث:۵۱۳۶

۵۹...... مسلم: الصحیح، کتاب النکاح، ص:۵۹۶، حدیث:۳۴۷۶

۶۰......صحیح البخاری، ص:۹۱۹، حدیث:۵۱۳۸ ۶۱......سورۃ البقرۃ، آیت:۲۲۹

۶۲......علامہ وحید الدین خان: خاتون اسلام، ص:۲۳۴ ۶۳......القلم، آیت:۱۰

۶۴......ابن ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید: سنن ابن ماجہ، الریاض، دارالسلام، طبع اول، ۱۹۹۹ء، ص:۳۴، حدیث:۲۲۴

۶۵......سنن ابی داؤد، کتاب الادب، ص:۷۲۳، حدیث:۵۱۴۷

۶۶......ایضاً: کتاب الطب، ص:۵۵۲، ۳۸۸۷

۶۷......صحیح البخاری: کتاب الاذان، باب الاذان للمسافرین، ص:۱۰۴، حدیث:۶۳۱

۶۸......صحیح البخاری: باب: ہل یجعل للنساء یوماً علی حدۃ فی العلم، ص:۲۳، حدیث:۱۰۱

۶۹......ایضاً، ص:۲۲، حدیث:۹۷

۷۰......عبداللہ مراغی: اسلام اور دیگر مذاہب و معاشروں میں عورتوں کے حقوق و مسائل، اردو ترجمہ: مفتی ثناء اللہ محمود، ص:۲۱۵-۲۱۹ ۷۱......سورۃ البقرۃ:۲۳۳ ۷۲......سورۃ الطلاق:۵

۷۳......سنن ابن ماجہ، ص:۲۶۵، حدیث:۱۸۵۰ ۷۴......سورۃ النساء:۳۴

۷۵......ایضاً:۲۴ ۷۶......ایضاً:۴ ۷۷......الاحقاف:۱۵

۷۸......صحیح البخاری، کتاب الادب، ص:۱۰۴۵، حدیث:۵۹۷۱

۷۹......ایضاً، ص:۱۰۴۶، حدیث:۵۹۷۵

۸۰......امام ترمذی: الجامع، الریاض، دارالسلام، طبع اول، ۱۹۹۹ء، ابواب البر، ص:۴۴۶، حدیث:۱۹۱۶

۸۱......سنن ابی داؤد: کتاب الادب، ص:۷۲۳، حدیث:۵۱۴۶

۸۲......الخطیب ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ: مشکوٰۃ المصابیح، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج:۲، ص:۵۶۸

۸۳......النساء:۱۹ ۸۴......بقرہ:۱۸۷

۸۵......ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی: سنن نسائی، الریاض، دارالسلام، طبع اول، ۱۹۹۹ء، کتاب عشرۃ النساء، ص:۴۶۹، حدیث:۳۳۹۱

۸۶......سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء، ص:۲۸۳، حدیث:۱۹۷۷

۸۷......صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب مداواۃ النساء الجرحیٰ فی الغزو، ص:۴۷۶، حدیث:۲۸۸۲

۸۸......سنن ابی داؤد: کتاب الجہاد، باب فی النساء یغزون، ص:۳۶۷، حدیث:۲۵۳۱، صحیح مسلم: کتاب الجہاد، ص:۸۱۱، حدیث:۴۶۸۲، سنن الترمذی: ابواب السیر، باب ماجاء فی خروج النساء فی الحرب، ص:۳۸۳، حدیث:۱۵۷۵

۸۹......جلال الدین عمری: عورت اسلامی معاشرہ میں، ص:۱۷۰، بحوالہ الاستیعاب فی اسماء الاصحابؓ ۹۰......التوبہ:۷۱

۹۱......جلال الدین عمری: عورت اسلامی معاشرہ میں، ص:۱۶۵، بحوالہ عیون الاخبار لابن قتیبہ، ج:۱، ص:۲۷

۹۲......صحیح بخاری: کتاب الشروط، باب الشروط والمصالحۃ مع اہل الحرب وکتابۃ الشروط، ص:۴۴۹، حدیث:۲۷۳۲

۹۳......صحیح بخاری: کتاب المغازی، باب کتاب النبی الی کسریٰ وقیصر، ص:۷۵۳، حدیث:۴۴۲۵

۹۴......ڈاکٹر ذاکر نائیک: اسلام میں خواتین کے حقوق، ص:۵۰

۹۵......خالد علوی: اسلام کا معاشرتی نظام، ص:۴۷۸

۹۶......ابن کثیر اسماعیل: البدایہ والنہایہ، قاہرہ، دار ابی حیان، طبع اول-۱۹۶۶ء، ۱۷۶/۷

۹۷......جلال الدین عمری: عورت اسلامی معاشرہ میں، ص:۱۶۶، بحوالہ السنن الکبریٰ للبیہقی، ۱۱۳/۱۰

۹۸......جلال الدین عمری: عورت اسلامی معاشرہ میں، ص:۱۶۶، بحوالہ الاستیعاب، تذکرہ شفاء بنت عبداللہ

۹۹......النساء:۲۰

۱۰۰......ابن حجر احمد بن علی: فتح الباری شرح صحیح البخاری، قاہرہ، دارالریان للتراث، طبع دوم ۱۹۸۷ء، ج:۹، ص:۱۱۱